

پہرِ قرض (قسط 4)

ملالہ ہارون کے روم میں آئی تو وہ بہت ساری فائلز کو آگے پیچھے بکھیرے بیٹھا تھا۔

"یہ سب کیا ہے ہارون بیٹا؟" اس نے ارد گرد پھیلی فائلز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بابا کی فائلز دیکھ رہا ہوں... بابا کا کاروبار سنبھالنا چاہتا ہوں" فائلز پر نظریں گاڑھے ہارون نے ملالہ کو دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے.. دانیال ہے تو سہی... اور ویسے بھی ہمیں کونسا پیسوں کی کمی ہے" ملالہ نے اس کے بالوں میں پھیرتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنی بیوٹی سنبھالیں موم... یہ میرا کام ہے اور مجھے یہ کرنا ہے تو کرنا ہے" ہارون نے سر اٹھا کر کاٹ دار لہجے میں بات مکمل کی اور دوبارہ فائلز پر جھک گیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے مجھ سے بات کرنے کا ہارون" ملالہ غصے بھری آواز میں چلائی۔

خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

"آپ کا ہی لہجہ ہے... آپ کی ساری کرتوتوں سے واقف ہوں میں" ہارون غصے سے بول کر روم سے باہر نکل گیا۔۔۔

ملالہ اسے جاتے دیکھتی رہ گئی یہ پہلی بار نہیں تھا کہ ہارون نے اس لہجے میں بات ناکی ہو لیکن اس طرح وہ پہلی بار بولا تھا۔۔۔

ملالہ کا بیٹا ہوتے ہوئے بھی ہارون دوسروں سے اچھے سے بات کرتا تھا سوائے اپنی ماں کے... جو کچھ ملالہ نے نفیسہ کے ساتھ کیا تھا ہارون سب جانتا تھا اور اسے یہ بتانے والا دانیال ہی تھا جو کبھی کبھی غصہ نکالنے کی غرض سے سب کے سامنے ملالہ کی بے عزتی کرتا تو ہارون بھی سن لیتا تھا۔۔۔

ہارون اتنا برا نا تھا وہ بس سچے رشتوں کی تلاش میں رہتا تھا جہاں مطلب نا ہو صرف محبت ہو۔۔
اور اسے ہمیشہ اپنی ماں کی محبت میں مطلب ہی نظر آتا تھا۔۔

☆ ... ☆ ... ☆

سکندر، دانیال اور حمزہ کے ساتھ گھر پہنچا راستے میں دانیال اور حمزہ کی اچھی دوستی ہو گئی تھی حمزہ یہ تو جانتا تھا کہ وہ ظفر احمد کا بھتیجا ہے لیکن وہ پہلی بار اس سے یوں دوستوں کی طرح ملا تھا وہ بھی سکندر کی مہربانی سے۔۔

دروازے پر دو بار دستک ہوئی تو اندر سے ایک نسوانی مگر کان پھاڑ دینے والی چیخ سنائی دی " آرہی ہوں " کی صورت میں۔۔

"اللہ توبہ .. منال باجی" حمزہ نے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اسے دیکھ کر جہاں دانیال کا قہقہہ بلند ہوا وہیں سکندر نے اسے غصے سے گھوری سے نوازا۔۔

"ارے بابا آرہی ہوں ... بالکل بھی صبر نہیں ہے بھائی آپ نا بڑے ہی کوئی بے صبرے" منال بولنے ہی والی تھی جب دروازہ کھول کر ان تینوں کو دیکھا۔۔

"سوری..." وہ ہلکی آواز میں بولی اور بیچاروں جیسی شکل بنا کے پلٹ آئی۔۔

سکندر ان دونوں کو لے کر اندر آگیا۔۔ منال کچن میں گھس گئی اسے کچن میں گئے ابھی ایک لمحہ ہی لگا تھا کہ وہ دوبارہ باہر بھاگتی ہوئی آئی ساتھ ہی ایک جوتا اس کے پیچھے آیا جس سے وہ بامشکل بچ پائی

--

وہ بھاگتی ہوئی سکندر کا بازو پکڑ کر اس کے پیچھے چھپ گئی۔۔

"بھائی امی کو دیکھیں نا" وہ منہ بسور کر بولی تو اسے دیکھ کر دانیال کا قہقہہ بلند ہوا جسے سن کر وہ سرتاپیر شرمندہ ہو گئی۔۔

نفیسہ ہاتھ میں بڑا سالن کا چمچ اٹھائے باہر آئی اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی دانیال نے جھٹ سے ان کے ہاتھ سے چمچ لے لیا۔۔

اپنی ماں اور بہن کی حرکتوں نے سکندر کو سر سے پیر تک شرمندہ کر دیا اتنا کہ اگر کہیں چلو بھر پانی مل جاتا تو وہ وہیں ڈوب کر خودکشی کر لیتا۔۔

"گھر میں تو بڑی رونق شوق ہے سکندر" حمزہ نے انہیں دیکھ کر کہا تو سکندر نے ایک بار پھر سے اسے اپنی عظیم گھوری سے نوازا۔۔

"کیا کرتی ہیں آپ وہ بچی ہے اور بچوں کو ایسے ٹریٹ نہیں کرتے..." دانیال نے چمچ سائیڈ میں رکھ دیا اور نفیسہ کو کہنیوں سے تھامے بٹھانے لگا۔

"پیار سے سمجھایا کریں ایسے تو بہت بری بات ہوتی ہے" دانیال بھی ان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

حمزہ بھی ساتھ رکھی کرسی پر بڑے آرام سے بیٹھ گیا مگر سکندر کھڑا رہا کیوں کہ منال نے اس کا بازو بہت مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا اسے ڈر تھا کہ کہیں پھر سے نفیسہ اس کی پٹائی نا لگا دیں۔۔۔

"کتنی کمزور ہو گئی ہیں آپ... " دانیال نے فکر مندی سے ان کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا

"کیوں چلی گئی تھیں مجھے چھوڑ کر" دانیال نے نا کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے اس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔۔

انہیں اس طرح دیکھ کر منال اور سکندر نے بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔ حمزہ بھی ہونقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگا ان تینوں کا دماغ ہی سن ہو گیا تھا۔۔۔

نفیسہ نے پہلے تو اسے پہچاننے کی کوشش کی مگر اسے یوں روتے دیکھ کر انہیں دانیال بہت شدت سے یاد آیا انہیں ان کے صبر اور برداشت کا صلہ آج مل گیا تھا کہ دانیال خود چل کے ان کے پاس آ گیا تھا۔۔۔

"کیوں گئیں تھیں مجھے چھوڑ کے" دانیال کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے اسے یوں دیکھ کر نا صرف نفیسہ کی آنکھیں بھیگ گئیں بلکہ منال تو رونا ہی شروع ہو گئی۔۔۔

دانیال کا دل چاہا کہ آج روتے ہوئے اپنی ماں کو اپنی تمام تکالیف سے آگاہ کر دے۔۔۔ دانیال روتے ہوئے اتنا معصوم لگ رہا تھا کہ نفیسہ سے رہا نہیں گیا اور انہوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور چومنے لگیں۔۔۔

"دانیال میرا بچہ.... میرا شہزادہ بیٹا" وہ روتے ہوئے اس کا نام لے رہی تھیں اور اسے پیار کر رہی تھی

وہ اپنے بیٹے کو بہت سارا پیار دینا چاہتی تھیں کہ اب کوئی اسے ان سے دور نا کے جاسکے۔۔۔ اسکندر کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا اس کا سر چکرانے لگا تھا حمزہ اٹھ کر اس کے قریب آیا منال اس کا بازو چھوڑ چکی تھی اور اب آنسو بہاتے ہوئے دانیال اور اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ "سکندر بیٹھ جاؤ" حمزہ نے اسے بٹھایا سکندر کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔ حمزہ نے اس کے ہاتھ کو دبایا سکندر نے اس کی طرف دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا کہ وہ ٹھیک ہے۔۔۔ منال نے ایک نظر سکندر کو دیکھا اور پھر اس کے ساتھ کرسی کے سائیڈ میں بیٹھ کر اس کے سر پر اپنا سر رکھ دیا آنسو اب بھی اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔۔۔ سکندر نے ہلکے سے اس اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

"آپ نے ہم سے کیوں چھپایا امی " سکندر نے زمین کو گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نفیسہ نے نظریں اٹھا کر اپنے ان دونوں بچوں کو دیکھا جو اس سے ایک قدم کے فاصلے پر تھے مگر اسے ان کے بیچ میلوں کا فاصلہ لگ رہا تھا۔۔۔

"میں... "نفیسہ کچھ بولنا پائی آنسو اس کے حلق میں اٹکنے لگے۔۔۔

"آپ نے ہمیں یہ بھی بتانا گوارا کیا کہ ہمارا ایک بھائی بھی ہے" منال نے سر اٹھا کر افسوس سے نفیسہ کو دیکھا۔۔۔

"آپ نے یہ کیوں کہ آپ کی یادداشت چلی گئی ہے آپ کو اپنا ماضی یاد نہیں... کیوں امی... کیوں" سکندر کی نظریں اب بھی زمین پر جمی تھیں۔۔۔

سوالوں کے بوچھاڑ نفیسہ پر پڑ رہے تھے وہ بھی اس کی اپنی اولاد کے اور وہ بس رونے کے سوا کچھ کر سکتی تھی۔۔۔

"میں سب بتاؤں گا سکندر... پلیز ابھی امی کو کچھ نا کہو" دانیال نے کہا تو سکندر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اس کی سنہری آنکھوں میں لال رگیں صاف دکھائی دے رہی تھیں دانیال اس کی نظروں کا سامنا نہیں کر سکتا تھا اسی لیے اپنی نظریں جھکا لیں۔۔۔

"سکندر کالم ڈاؤن" حمزہ نے اٹھ کر اس کا کندھا سہلایا۔۔۔

"کیسے حمزہ کیسے" سکندر یہ کہہ کر رو پڑا حمزہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔

"یہ یہیں ختم نہیں ہو گا قصہ..... بتائیں مجھے میرے بابا کے بارے میں" منال ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"کیا کچھ ایسا بھی ہے جو آپ نے بابا کے بارے میں بھی ہم سے چھپا رکھا ہے" منال نے دکھ بھری آواز میں کہا اس کی آواز کانپنے لگی تھی۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے.... میں نے کچھ نہیں چھپایا" آخر کار نفیسہ نے انہیں سب بتا دیا جو وہ سننا چاہتے تھے انہیں اشرف احمد اور ملالہ کے سارے ظلم بتائے اور ظفر احمد کی رحمدلی اور صغیر شاہ کے ساتھ گزارے محبت بھرے چند سال.... سب انہیں بتا دیا۔۔۔

"میرے بابا دنیا کے سب سے اچھے بابا تھے نانی" روتے روتے منال کی ہچکی بندھ گئی۔۔

"مینو" سکندر نے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کے بال سہلاتے ہوئے چپ کرانے لگا۔۔

کافی دیر تک ماحول میں سکوت چھایا رہا سب خاموش رہے۔۔۔

"میں چلتا ہوں بہت دیر ہو گئی ہے" حمزہ نے کہا اور جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

سکندر اسے چھوڑنے کے لیے باہر تک گیا۔۔۔

"مینو کیا مجھ سے ناراض ہو" منال کو چپ چاپ بیٹھا دیکھ دانیال بولا۔۔

"نہیں مجھے تو خوشی ہے کہ میرے دو بھائی ہو گئے" منال نے مسکرا کر کہا۔۔ دانیال اٹھ کر اس کے پاس جا بیٹھا۔۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ مشکل ہوگا تمہارے اور سکندر کے لیے لیکن یہ ہی سچ ہے"

"میں جانتی ہوں بھائی.... میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ ہمارا کوئی خاندان کیوں نہیں ہے لیکن آج مجھے میرے سارے جواب مل گئے ہیں" منال نے سر جھکائے ہوئے کہا۔۔۔

"پلیز معاف کر دو مجھے" دانیال بہت شرمندہ ہو رہا تھا۔۔۔

"مجھے ایک بات بتائیں" منال ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے کمر پر ہاتھ باندھے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

سکندر بھی حمزہ کو چھوڑ کر آچکا تھا تینوں اسے دھیان سے دیکھنے لگے۔۔۔

"کیا دنیا کے سارے ہینڈسم لڑکے میرے بھائی ہیں؟؟" منال نے بہت معصومیت سے کہا وہ تینوں جو بہت غور سے اسے سن رہے تھے ایک دم سے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔۔۔

"اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے" سکندر نے بیٹھتے ہوئے کہا تو منال نے اس کے کندھے پر مکا جڑ دیا۔۔۔

"بھائی مجھے نا جہان سکندر جیسا پیار کرنے والا، فارس غازی جیسا فائٹر اور وجدان مصطفیٰ جیسا عشق کرنے والا اور..." اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی نفیسہ نے اسے ٹوکا دیا۔۔۔

"کون ہیں یہ سارے بغیرت" نفیسہ کی بات پر منال تڑپ گئی

"امی ایسا نا کہیں میں بالکل بھی برداشت نہیں کروں گی" منال منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔۔۔

"ارے ارے کیا ہو گیا ہے" سکندر نے دونوں کو دیکھ کر کہا۔۔۔

"ویسے یہ ہیں کون مینو" دانیال نے اسے دوبارہ بولنے کے لیے کہا تو وہ پھر سے بولنا شروع ہو گئی۔۔۔
 "یہ سب ناولز کیریکٹرز ہیں آپ کو پتا ہے جہان سکندر تو کمال کا ہینڈسم ہے..." "وہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر
 اسے بتانے لگی اور دانیال مسکرا کر اسے سننے لگا۔۔۔

"اور ابھی تو آپ نے سالار سکندر کو نہیں پڑھا وہ بہت بہت بہت ہینڈسم ہے" اس سے پہلے کہ منال
 کسی اور کی تعریف میں اضافہ کرتی سکندر بولا۔۔۔۔۔
 "تمہارے دونوں بھائی اتنے ہینڈسم ہیں تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم ہمارے سامنے ان کی بات کرو
 جو ہیں ہی نہیں" سکندر نے جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کیا تو وہ بس دانیال کو دیکھ کر ہی رہ گئی

"تم بولو اور مجھے سناؤ.. انہیں تو قدر ہی نہیں ہے ناولز کی" دانیال نے ہنسی دباتے ہوئے اسے اپنے
 ساتھ لگایا تو وہ دوبارہ بولنا شروع ہو گئی۔۔۔۔۔ سکندر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے اپنے روم میں چلا گیا اور
 نفیسہ ان دونوں بہن بھائی کو دیکھنے لگی جو آج پہلی بار ملے تھے لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے برسوں کی
 جان پہچان ہو۔۔۔۔۔

☆ ... ☆ ... ☆

"بہت ہی کوئی بد تمیز لڑکا تھا وہ اس نے میری دلربا کو گھوڑی کہا.... " نور کافی دیر سے غصے میں دائیں سے بائیں چکر کاٹ رہی تھی اور ظفر احمد مسکرا کر چائے کا ایک ایک سپ لیتے دلچسپی سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

"بابا آپ اسے کل ہی آفس سے نکال دیجئے گا" نور نے رک کر انہیں دیکھا جو کب سے بلا وجہ مسکرا رہے تھے۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا نور" ظفر احمد نے آخری گھونٹ حلق میں اتارا۔

"مگر کیوں بابا" نور نے منہ بسور کر بہت لاڈ سے کہا۔

"کیوں کہ وہ میرا بھانجہ ہے" ظفر احمد اسے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

"ہائیں...." ایک دم سے نور کا منہ کھل گیا۔

"ہاں وہ میری بہن نفیسہ کا بیٹا ہے شاہ بیٹا" ظفر احمد نے بہت فخریہ انداز میں کہا۔

"بابا...." نور نے بے یقینی سے آنکھیں پھیلا کر انہیں دیکھا۔

"سکندر تم سے تین سال چھوٹا ہے.... لیکن پتا ہی نہیں چلا وہ اتنا بڑا کب سے ہو گیا" ظفر احمد نے

ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ خلاء میں غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

"نفیسہ آنٹی سے ملے ہیں کیا آپ؟؟" نور سارا غصہ بھول کر ان کے گھٹنوں کے قریب زمین پر بیٹھ

گئی۔۔

"میں نہیں ملا لیکن دانیال گیا ہے ملنے"

"وہ بہت خوش ہو گا نا بابا... دانیال بہت سالوں کے بعد اپنی ماں سے مل رہا ہے" نور نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔

"بیس سال بعد...." ظفر احمد نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔

"ہائے کتنا اموشنل سین ہو گا نا بابا" نور پر جوش سی ہو کر ان کے گھٹنے سے سر ٹکائے بیٹھ گئی۔۔

"ہاں...." ظفر احمد نے گہری سانس خارج کی۔۔

نور نے سر اٹھا کر انہیں پیار سے دیکھا۔۔

"میری تو ماما اور بابا آپ ہی ہیں.... اور میں دنیا کی سب سے خوش قسمت بیٹی ہوں کیونکہ آپ میرے بابا ہیں" نور نے کہا تو ظفر احمد نے جھک کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

"جاؤ جا کے سو جاؤ شاباش" اس کے سر پھر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

"شب بخیر بابا" نور کہہ کر فوراً باہر چلی گئی۔۔

ظفر احمد کی بھیگی نگاہوں نے تب تک اس کا پیچھا کیا جب تک وہ منظر سے غائب نہیں ہو گئی۔۔

☆ ... ☆ ... ☆

دانیال سکندر کے روم میں اس کے ساتھ تھا وہ بہت دیر تک باتیں کرتے رہے اس دوران سکندر نے اسے نود کی گھوڑی کے بارے میں بھی بتا دیا۔۔

"تم نے اس کی گھوڑی کو گھوڑی کہا" دانیال نے حیرانی سے کہا اور بیڈ پر لیٹے لیٹے پیٹ پر ہاتھ رکھے
زور زور سے ہنسا جا رہا تھا۔۔۔۔

"ہاں تو گھوڑی کو گھوڑی نہیں۔ کیوں گا تو کیا شیرنی کیوں گا" سکندر نے دونوں ابرو اٹھا کر اسے دیکھتے
ہوئے کہا۔۔۔

"قسم سے سکندر آج تم نے مجھے جتنا ہنسایا ہے نا اتنا میں پوری زندگی میں نہیں ہنسا" دانیال ہنستے ہنستے
بولا۔۔۔

"جب میں چھوٹا تھا تو میں بھی نہیں ہنستا تھا لیکن پھر میری زندگی میں حمزہ قیوم آیا اور اس نے مجھے
جتنا ہنسایا ہے نا یہ اس کے آگے کچھ بھی نہیں" سکندر اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔
"ویسے خیال رکھنا سکندر کہیں دلربا پہ دل نا ہات بیٹھو... اور ہاں اسے چھیڑنا تو بالکل بھی نہیں لڑکیوں
کو یہ چھیڑ چھاڑ کرنے والے پسند نہیں ہوتے" دانیال اسے تنگ کرنے کے لیے دوبارہ اسی ٹاپک پہ
آگیا۔۔۔

"میں نے آج تک لڑکی نہیں چھیڑی گھوڑی کو چھیڑوں گا چیچ چیچ.... مانا کہ اس کا نام دلربا ہے لیکن یہ
اس کی غلط فہمی ہے کہ وہ واقعی دلربا ہے... پتا نہیں یہ لڑکیاں خود کو کیا سمجھتی ہیں ایک نور تو دوسری
دلربا.... ہونہہ" سکندر نے منہ بسور کر کہا۔ دانیال کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔۔۔

"دلربا کو جو کہنا ہے کہہ لو لیکن نور کو کچھ مت کہنا" دانیال نے ہنستے ہوئے انگلی اٹھا کر اسے کہا۔۔

"کیوں...." سکندر نے آنکھیں چھوٹی اور آبرو سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔

"بس ایسے ہی" دانیال بھی کم نا تھا بڑی ڈھٹائی سے شانے اچکا کر کہا۔۔

"بڑی کھڑوس اور اکڑو لڑکی تھی" سکندر نے جان بوجھ کر کہا دانیال نے اسے گھور کر دیکھا لیکن اب تنگ کرنے کی باری سکندر کی تھی۔۔

نفیسہ اپنے روم میں صغیر شاہ کی تصویر کو ہاتھوں میں لئے بیٹھی تھیں انہیں وہ دن آیا جب وہ رخصت ہو کر صغیر شاہ کے ساتھ ان کے گھر آئی تھیں۔۔۔

وہ اسی گھر میں رخصت ہو کے آئی تھی جہاں سب سکندر منال اور وہ رہ رہیں تھیں اب تو دانیال بھی آگیا تھا۔۔۔

صغیر شاہ نے انہیں اپنے روم میں بٹھایا اور خود باہر کھانے کا سامان لینے کی غرض سے چلے گئے۔۔۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد صغیر شاہ کھانا لے کر واپس آئے اس دوران نفیسہ نے سارا گھر دیکھ لیا تھا۔۔۔

"میں کھانا لے آیا ہوں آپ آکر کھالیں" کہہ کر وہ رکے نہیں اور باہر برآمدے میں جہاں اس وقت صرف ایک میز اور ایک صوفہ ہی رکھا تھا۔۔۔ جا کر کھانا لگانے لگے۔۔۔

"چھوڑیں آپ میں کرتی ہوں" نفیسہ نے ان کے ہاتھ سے کھانے کے شاپر لئے اور پلیٹوں میں کھانا ڈالنے لگیں۔۔

"طبیعت کیسی ہے آپ کی" اسے کام کرتا دیکھ صغیر شاہ بولے تو وہ چونکی۔۔

"ٹھیک ہوں..."

"آپ مجھے تم کہہ کر بلا سکتے ہیں.... مجھے اچھا لگے گا" کھانا کھاتے ہوئے نفیسہ نے کہا تو صغیر شاہ کھل کر مسکرا دئے۔۔

یہ پہلی بار تھا کہ نفیسہ نے اس شخص کو غور سے دیکھا تھا وہ ہنستے ہوئے بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔ یہ پہلا شخص تھا جو اس کے لیے مسکرا رہا تھا نا جانے اس کی مسکراہٹ میں ایسا کیا تھا کہ نفیسہ کی نگاہیں اسی پر ہی ٹک گئیں۔۔ اس کی نظروں کی تپش محسوس کر کے صغیر شاہ نے انہیں دیکھا تو وہ نظریں جھکا گئیں ان کے چہرے پر شرم و حیا کے پردے صاف دکھ رہے تھے۔۔

"اگر تم ایسے ہی شرماتی رہی تو کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا... اور مجھے دوبارہ گرم کرنا پڑے گا" صغیر شاہ نے پریشانی سے کہا۔۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آج سے یہ سارے کام میرے ہیں" نفیسہ نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا

اور دونوں کھانا کھانے لگے۔۔

کچھ دن ایسے ہی گزر گئے صغیر شاہ صبح کام پر چلے جاتے اور شام کو واپس آتے نفیسہ نے گھر کا سارا کام سمجھال لیا تھا لیکن فارغ وقت میں وہ دانیال کو یاد کر کے روتی رہتی۔۔۔ صغیر شاہ نے دانیال کو واپس لانے کی بہت بھاگ دوڑ کی مگر کچھ نا ہو سکا۔۔۔

اس دن ان کی شادی کی پہلی anniversary تھی جب صغیر شاہ نے ان سے اپنی محبت کا پہلی بار اظہار کیا تھا۔۔۔

"میں اپنا آپ تمہیں سونپتا ہوں نفیسہ مجھے کبھی خود سے دور نے کرنا" صغیر شاہ نے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

ان کی اس حرکت کو دیکھ کر نفیسہ دنگ رہ گئی۔۔۔

"کیا کوئی مجھ سے بھی اتنی محبت کر سکتا ہے" نفیسہ نے سوچا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

ان کی شادی کے دو سالوں کے بعد ان کے گھر سکندر پیدا ہوا سکندر کے پیدا ہونے کے بعد نفیسہ

نے دانیال کو یاد کرنا کم کر دیا تھا اور جب بھی دانیال کی یاد آتی وہ سکندر کو پیار کر لیتیں۔۔۔

سکندر نے ان کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دیا تھا۔۔۔ صغیر شاہ کو ظفر احمد نے نوکری کہ آفر دی مگر

صغیر شاہ نے تعلیم زیادہ نا ہونے کی وجہ سے رد کر دیا۔۔۔

انہوں نے ظفر احمد کو بھی سکندر کی پیدائش کا بتایا تھا جس پر ظفر احمد بہت خوش تھے۔۔۔

سکندر کی آنکھیں بالکل صغیر شاہ جیسی تھیں سنہری۔۔۔ نفیسہ جب بھی اسے دیکھتیں تو اسے یہی لگتا تھا کہ وہ بڑا ہو کر بالکل اپنے باپ جیسا بنے گا خود دار ، وجہہ۔۔۔۔۔

پڑوس کی عورتوں کے ساتھ نفیسہ کی سلام دعا تک ہی پہچان تھی۔۔۔ مگر حفصہ جو ان کے گھر کے بالکل برابر میں رہتی تھیں اس کے ساتھ ان کی اچھی خاصی دوستی تھی۔۔۔ سکندر کی پیدائش کے دوران بھی وہ ان کے ساتھ ہی رہی تھی۔۔۔ وہ بیوہ تھی اور تین بیٹیاں تھیں اور کہ شادی ہو چکی تھی اور دو ابھی چھوٹی تھیں۔۔۔

زمانے اور حالات کی خرابی کی وجہ سے دوری شادی نا کی اور خود ہی گھروں کے کام کر کے اپنی بچیوں کو پالنے لگی۔۔

سکندر ڈھائی سال کا تھا جب صغیر شاہ کے گھر دوبارہ بچے کی آمد کی خوشخبری آئی صغیر شاہ کی دلی خواہش تھی کہ ان کی بیٹی ہو اور نفیسہ نے بس یہی کہ خالق کی جو رضا ہوگی میں راضی ہوں۔۔۔ اور کس دن انہیں یہ خبر ملی کہ ان کے گھر بیٹی آنے والی ہے صغیر شاہ نے پورے محلے میں مٹھائی بانٹیں اور ضرورت مندوں کو کھانا تقسیم کیا غرض کہ اپنی اوقات سے بڑھ کر اپنی آنے والی بیٹی کا صدیقہ اتارا۔۔۔

اور اپنے برآمدے میں دیوار کے ساتھ گلاب کے گملے سجائے (یہ وہی گملے تھے جو منال اپنے باپ کی یاد میں ہر وقت دیکھتی تھی)۔۔۔

یہ اپریل کا سرد دن تھا ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی نفیسہ ہسپتال میں تھیں اور حفصہ بھی انہی کے ساتھ تھیں۔۔۔ سکندر کو انہوں نے اپنی دونوں بیٹیوں عفراء اور اقصیٰ کے پاس چھوڑ دیا تھا۔۔۔
جمعے کی نماز کے بعد صغیر شاہ نفیسہ کو لینے ہسپتال گئے۔۔۔

ہسپتال میں ہی انہوں نے اپنی بیٹی کا نام منال رکھا کیوں کہ یہ نام دانیال کے نام کے ساتھ ملتا جلتا تھا کیوں کہ نا صرف وہ دانیال سے محبت کرتے تھے بلکہ وہ انہیں جان سے پیارا تھا یہ ان کی مجبوری تھی کہ وہ دانیال کو واپس نہیں لاسکتے تھے۔۔۔

ابھی وہ آدھا راستہ ہی چل کر آئے تھے کہ ایک ٹرک نے بہت بری طرح سے ان کی کار کو روند ڈالا۔۔۔ دھکا اتنا زور کا تھا کہ کار کا اگلا حصہ بہت بری طرح سے کچلا جا چکا تھا اور پیچھے کے دروازے ایک جھٹکے سے کھلے سارے شیشے ٹوٹ چکے تھے نفیسہ اور حفصہ دونوں کار سے باہر جا گریں انہیں بھی کانچ کے ٹکڑے لگے مگر زیادہ نقصان نا ہوا تھا۔۔۔ سڑک کی دوسری طرف درخت ہی درخت تھے اور زمین زرا نیچے تھی جس میں حفصہ ج کے گری اور منال بھی اسی کے ساتھ تھی اس نے منال کو سختی سے خود میں لپیٹا ہوا تھا اسی لیے اسے کچھ نہیں ہوا اور حفصہ نیچے گرنے تک بیہوش ہو گئی۔۔۔
صغیر شاہ موقع پر ہی ختم ہو گئے تھے ان کا پورا جسم کچلا جا چکا تھا پورے وجود میں شیشے چبھے ہوئے تھے۔۔۔ ہر سو چیخ و پکار تھی نفیسہ نیم بیہوشی کے عالم میں کراہ رہی تھی۔۔۔ ان کی آنکھوں کے آگے

اندھیرا پھیلنے لگتا وہ بار بار آنکھوں کو بند ہونے سے روک رہی تھیں بار بار آنکھوں کو سختی سے بند کرتیں اور کھول لیتیں۔۔۔

وہ ابھی اسی حالت میں ہی تھیں کہ جب سامنے ایک شخص کو اپنے قریب آتے دیکھا۔۔۔
"اش.... اثر..." وہ اتنا ہی بول پائی تھی کہ بیہوش ہو گئیں۔۔۔

☆ ... ☆ ... ☆

نفیسہ کو ایک ہفتے بعد ہوش آیا تھا۔۔۔ یہ کوئی خالی کمرہ تھا یہاں صرف ایک بیڈ تھا اور نیچے زمین پر ان ک تین سالہ سکندر اور ان کی بیٹی منال جو سفید کپڑے میں لپٹی تھی دونوں ساتھ زمین پر سو رہے تھے۔۔۔

انہیں کچھ یاد نہیں آرہا تھا بس یاد تھا تو اتنا کہ نیچے سوئے ہوئے دونوں بچے انہی کے ہیں۔
اگلے اٹھارہ سال تک وہ تینوں وہیں رہے نا جانے یہ کون شخص تھا جو ان پر اتنا مہربان تھا جس نے اس میں بھی سکندر اور منال کو تعلیم دلوائی اور ان کا اچھا خیال رکھتا تھا اور قید میں ہی سکندر کو حمزہ قیوم جیسا خوش باش اور ہنس مکھ دوست ملا تھا اور اس کے بعد حمزہ نے اپنے ساتھ ہی سکندر کو بھی اچھے کالج میں داخلہ دلوایا یقیناً اس میں بھی حمزہ کا نہیں بلکہ کسی اور کا ہاتھ تھا مگر اس سب میں نفیسہ کچھ نا بولی اور سب ہوتا دیکھتی رہی اسے بس اس بات کی تسلی تھی کہ ان کے بچے اچھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔۔۔

سکندر تب سولہ سال کا تھا جب اس نے اس قید سے نکلنے کا فیصلہ کیا اس فیصلے پر عمل کرتے ہی وہ لوگ دوبارہ اس گھر میں آگئے جہاں پہلے نفیسہ اور صغیر شاہ رہتے تھے۔۔۔ کوئی گاڑی تھی جو انہیں یہاں تک چھوڑ آئی تھی۔۔۔ کوئی تھا جو مسلسل ان پر نظر رکھے ہوئے تھا اور ان کا پورا خیال رکھتا تھا۔۔۔

مگر یہ کون تھا؟ اور اس نے ان کے لیے یہ سب کیوں کیا؟
ایسے بہت سے سوال نفیسہ کے دل میں تھے جو وہ صغیر شاہ کی تصویر کو دیکھ کر ان سے پوچھتی رہتی تھیں۔۔۔

☆ ... ☆ ... ☆

رتا کب گزر گئی نفیسہ کو پتا ہی نا چلا صبح مؤذن کی آواز پر وہ اٹھیں اور نماز کے لیے منال، سکندر اور دانیال کو جگایا۔۔۔ اور پھر خود بھی نماز پڑھنے لگیں۔۔۔
منال اپنے کمرے سے باہر آئی اور صوفے پر بیٹھ کر آنکھیں موندے سو گئی۔۔۔
"مینو نماز پڑھ لو" سکندر اپنی شرٹ کی آستینیں موڑتے ہوئے آیا اور منال کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کر بولا۔۔۔

دانیال بھی کمرے سے باہر آیا اور منال کو اس طرح دیکھ کر اس کے سامنے میز پر بیٹھ گیا۔۔۔

"مینو اٹھو" سکندر نے دوبارہ کہا تو دانیال نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا کہا سکندر اسے دیکھ کر منال کے سامنے آیا اور دانیال کے ساتھ ہی میز پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

دونوں نے شرارت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دانیال دائیں طرف اور سکندر بائیں طرف اس کے کانوں کے بالکل پاس اپنا چہرہ لے گئے بیک وقت دونوں چلائے۔۔

"اوووٹھ جاوووووو" منال ہڑبڑا کر ایک دم سے جھٹکا کھا کے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر دونوں کا قہقہہ گونجا دونوں نے اس کے چہرے کے بالکل پاس ہاتھ کر کے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور دوبارہ سے ہنسنے لگے۔۔۔

"بہت برے ہو آپ دونوں... " ہوش میں آتے ہی منال بولی۔۔

"پہلے ایک کم تھا جو اب دونوں مل کر مجھے تنگ کریں گے" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

"ارے بہنا پیاری اصل میں بات یہ ہے کہ جب تک ہم تمہیں تنگ نا کر لیں ہمیں سکون نہیں ملتا اب دیکھنا ہم دونوں کتنے آرام سے پرسکون ہو کے نماز پڑھ کے آتے ہیں" سکندر نے کہا اور دانیال کو دیکھ کر دوبارہ قہقہہ لگایا اور دونوں باہر نکل گئے۔۔

"نیند تو ویسے بھی اڑ چکی تھی اسی لیے اچھا تھا کہ جا کے نماز ہی پڑھ لی جائے۔۔۔ منال غصے سے اٹھی اور واشروم میں گھس گئی۔۔۔ ناشتے کے بعد منال کی وین آگئی تو وہ کالج چلی گئی اور دانیال ، سکندر

دونوں ایک ساتھ ظفر احمد کے آفس چلے گئے۔۔۔ نفیسہ بہت خوش تھی کہ اس کی فیملی مکمل ہو گئی
 کی تھی تو صرف صغیر شاہ کی جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

دانیال گھر نہیں گیا تھا اور کسی کو فکر بھی نا تھی ہارون رات کو دیر تک کام کرتا رہا اور دانیال کا انتظار
 بھی مگر وہ نا آیا تو صبح نماز کے بعد وہ سو گیا اب تک وہ سو ہی رہا تھا۔۔۔۔۔ ملاہ نے بیوٹی پارلر سے
 اپوائنٹمنٹ کے لی تھی سو وہ پارلر گئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ دونوں آفس پہنچے تو نور مستان پہلے سے ہی آفس میں موجود تھی اور ظفر احمد کی کرسی پر براجمان
 تھی اور ظفر احمد قد آدم شیشے سے باہر دیکھ رہے تھے۔۔۔

نور کو وہاں دیکھ کر سکندر الٹے پاؤں جانے لگا لیکن دانیال اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کے آیا۔۔۔

"اگر اسے دوبارہ گھوڑی یاد آگئی تو" سکندر نے فکر مندی سے دانیال نے کان میں کہا۔۔

"میں ہوں نا تم بے فکر رہو" دانیال نے کہا اور اسے زبردستی آفس کے اندر لے گیا۔۔۔

"آگئے میرے دونوں بچے" ظفر احمد نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو ایک ساتھ گلے لگایا۔۔۔

"بابا اب جلدی سے اسے نوکری سے نکالیں" سکندر کو دیکھتے ہی اسے اپنی دلربا یاد آگئی اور پھر سے
 شروع ہو گئی اس کی بات پر ظفر احمد نے خفا ہو کر اسے دیکھا۔۔۔

"کیوں میرے بھائی کی غلطی کیا ہے کہ آپ اسے نوکری سے نکالیں گی" اس کی بات سن کر دانیال
 نے اپنے دونوں ہاتھ میز پر مارے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔۔

"کیوں کہ اس نے اس بد تمیز نے " نور بول ہی نہیں پائی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا غصے سے۔۔

"پور اونر کیوں کہ اس معصوم نے ان کی گھوڑی کو گھوڑی کہا" دانیال نے اس انداز میں کہا جیسے وہ عدالت میں کھڑا ہو اور سکندر کا وکیل تعینات کیا گیا ہو۔۔۔۔

اس کے انداز پر ظفر احمد اور سکندر نے مشکل سے اپنی ہنسی روکی۔۔

نور کو اس کے الفاظ "گھوڑی" پر اور زیادہ غصہ آیا۔۔

"یو بد تمیز" وہ دانت پیس کر اور بھی زیادہ غصے میں بولی۔۔

"لو اب میں بھی بد تمیز ہو گیا" دانیال نے دونوں ہاتھ اٹھا کر بے چارگی سے کہا اس کے انداز پر سکندر کو اپنی ہنسی چھپانے کے لیے رخ موڑنا پڑ گیا۔۔

"بابا....." نور بے چارگی سے ظفر احمد کو دیکھنے لگی۔۔

"کیا ہوا...؟" ظفر احمد نے اس انداز میں کہا جیسے کچھ جانتے ہی نا ہوں۔۔

"ویسے بابا آپ تو اتنا غصہ نہیں کرتے پھر یہ کس پہ گئی ہے" دانیال نے اس ک امراق اڑانے والے انداز میں منہ بسور کر کہا۔۔

"مجھے نہیں پتا بیٹا اس کی ماں بھی غصہ نہیں کرتی تھی پتا نہیں اس کو کیا ہو گیا ہے" ظفر احمد نے مصنوعی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔۔

"اوکے اوکے اگر یہ لڑائی میری وجہ سے ہو رہی ہے تو سوری" سکندر نے آگے بڑھ کر نور سے کہا اور سر جھکا لیا۔۔

"میں نے سنا نہیں... " نور اٹھلا کر دوسری طرف رخ کر کے بولی۔۔

"تو پھر کان صاف کروائیں میں دوبارہ نہیں کہنے والا" سکندر نے ناراضی سے کہا اور سر جھٹک کر دانیال کے پاس جا کھڑا ہوا۔۔۔

اس کی بات پر دانیال کا زور دار قہقہہ گونجا۔۔

"جارہی ہوں میں" نور غصے سے کہہ کر آفس سے باہر چلی گئیں پیچھے سے ان تینوں کی ہنسنے کی آواز نے پیچھے تک اس کا پیچھا کیا۔۔

☆ ... ☆ ... ☆

بڑے ہال نما کمرہ میں دو کرسیاں لگی تھیں ان میں سے ایک پر ایک پتلا دبلا آدمی بیٹھا تھا آنکھوں پر موٹا نظر کا چشمہ جمائے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بیڈ پر پڑے آدمی کو دیکھ رہا تھا۔۔

ضعیف آدمی آنکھیں چھت پر ٹکائے نا جانے کب سے ایسے ہی لیٹا اس موٹے چشمے والی آدمی کو سن رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے وہاں کوئی نا تھا جسے وہ اپنا ہمدرد کہہ سکتا۔

"ایک وقت ایسا آتا ہے جب ہم اپنے گناہوں کا کفارہ کرتے ہیں اور صبر کرنے والے اپنے صبر کا پھل بڑے مزے سے کھاتے ہیں" چشمے والے آدمی نے بولنا شروع کیا۔۔

"یہ پہر قرض ہے اشرف صاحب.... ماضی میں آپ نے جو کیا اب آپ کو اسکا بدلہ مل رہا ہے
...." ان کے کان کے قریب چہرہ کر کے وہ آہستہ سے بولا۔۔۔

"دانیال صاحب نے اپنی ماں اور اپنے بہن بھائی کو ڈھونڈ لیا ہے" طارق نے سرگوشی سے اس کے
کان میں کہا۔۔۔

اشرف احمد کے چہرے پر خوف کی ایک لہر دوبارہ گزر گئی۔۔۔
طارق کی بات سن کر وہ کچھ لمحے بے یقینی سے اسے دیکھتے رہے پھر رخ موڑ کیا اور دوسری جانب
دیوار کو دیکھنے لگے۔۔۔ طارق سمجھ گی اتھا کہ وہ اکیلا رہنا چاہتے ہیں۔۔۔
"بندہ ایسے کام ہی ن سکتے کس پر اسے بعد میں پچھتاوا ہو" طارق یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا
اشرف احمد کے آنسو بہہ کر تکتے میں جذب ہونے لگے۔۔۔

☆ ... ☆ ... ☆

جاری ہے